سُوۡرَۃُ آلِ عِمۡرَان کی تفسیر Lesson 13: Ale Imraan (Ayaat 156 - 168): Day 162

فی سبیل اللہ میں کیا کچھ آتا ہے؟ احادیث سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ شہید جو اللہ کے نام کو بلند کرنے کے لئے لڑا اور اپنی جان قربان کر دی۔ حج کے لئے نکلا ہوُا راستے میں فوت ہو گیا تو شہید ہے۔ علم کے راستے میں موت۔ اللہ کے نبیؐ نے فرمایا کہ اللہ اُس کے لئے جنّت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔ اس کو اپنے اوپر لے کر دیکھیں۔ کیا ہمیں علم کے لئے گھر سے نکلنا آسان لگتا ہے یا مشکل؟

انشاء اللہ ہم دین کے علم کے لئے نکلتے ہیں تو اللہ ہمارے لئے جنّت کا راستہ آسان کر دیتے ہیں۔ شہید کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرتا ہے تو اُس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ شہید کو اُسی وقت جنّت مل جاتی ہے۔ عام نیک روحوں کو جنّت دکھادی جائے گی۔ لیکن قیامت تک کے لئے علیّین میں رکھا جاتا ہے۔ شہید بہت خوش قسمت ہیں، ادھر جان اللہ کی راہ میں جائے گی اُدھر ڈائریکٹ جنّت میں داخلہ ہو جائے گا۔ عام لوگوں کے لئے کئی مرحلے ہیں۔

اللہ بہت قدر کرتا ہے۔ انفرادی نیکیاں کرنا آسان ہے۔ فی سبیل اللہ کے لئے نکلنا مشکل ہے۔ دعوت تبلیغ مشکل لگتا ہے۔ ہم نہیں کرینگے تو کون کرے گا؟

کوئی ڈاکٹر بن جائے لیکن پریکٹس نہ کرے، اسی طرح جو لوگ قران سیکھنے والے آگے پیغام نہیں پہنچائیں گے تو اور کون پہنچائے گا؟

ہمیں مجاہد فی سبیل اللہ بننا ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ ہمارے سب گناہ بخش دے۔ آمین

ہم خیرٌ مما یجمعون ہیں۔ دنیا کے لئے ہمیشہ کی آخرت کو خراب نہ کریں۔

اللہ کی ذات جو شہ رگ سے قریب ہے۔ وہ انسان کے سب اندر باہر کو جانتا ہے۔

اِرادہ کرلیں کہ میں نے کبھی کسی کو اپنے خراب حالات نہیں بتانے۔ اپنے سب دُکھ سُکھ اللہ سے کرنے ہیں۔ جو مانگنا ہے اللہ سے مانگنا ہے۔ شکوے شکایت چھوڑ دیں۔ ہمیشہ کہا کریں الحمدللہ۔

ایک دفعہ کوئی ایک صحابیؓ کی مزاج پُرسی کے لئے گیا اور بار بار یہی پوچھتا رہا کہ کیا حال ہے۔ وہ کہتے رہے اللہ کا شکر ہے۔ پھر انہوں نے کہا کہ وہ بات کیوں کہلوانا چاہتے ہو جو میں کہنا نہیں چاہتا۔

لوگ کی ہمت افزائی کریں۔

اچھے لیڈر کی خوبیاں اور خصوصیات۔

جب غزوۂ اُحد میں کچھ صحابہ کرامؓ نے اللہ کے نبیؐ کا کہنا نہیں مانا اور شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ صحابہ کرامؓ کو خوف تھا کہ اب اللہ کے نبیؐ ہمیں کیا کہیں گے۔ اللہ تعالیٰ یہاں اللہ کے نبیؐ سے فرمارہے ہیں کہ اِن کو کچھ نہ کہیں؛

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿۱۵۹﴾ اے محمد ﷺ خدا کی مہربانی سے تمہاری افتاد مزاج ان لوگوں کے لئے نرم واقع ہوئی ہے۔ اور اگر تم بدخو اور سخت دل ہوتے تو یہ تمہارے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے۔ تو ان کو معاف کردو اور ان کے لئے (خدا سے) مغفرت مانگو۔ اور اپنے کاموں میں ان سے مشورہ لیا کرو۔

اور جب (کسی کام کا) عزم مصمم کر لو تو خدا پر بھروسہ رکھو۔ بے شک خدا بھروسہ رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

لِنْتَ: ل ی ن۔ ت مؤنث کا ہے۔ لِیّن، نرم کھجور کو کہتے ہیں۔ حروفِ لین کو نرم پڑھتے ہیں۔

فَظًّا: ف ظ ظ۔ انتڑیوں کے اندر جو گند امادہ ہے اُسکو کہتے ہیں۔ یہاں بد اخلاقی کے لئے یہ لفظ استعمال ہوُا ہے۔

غَلِيْظَ الْقَلْبِ: گاڑھا۔ مثال جیسے آٹے کو دودھ میں گھولتے ہیں۔ سخت دِل۔ تند مزاج۔ کھٹور۔ جس کے دل میں دوسروں کے لئے نرمی نہ ہو۔

نْفَضُّوْا: ف ض ض۔ چاندی۔ پتریاں۔ بکھر جاتے۔

یعنی آپ نرم دل اور خوش اخلاق ہیں اس لئے لوگ آپؐ کے پاس اور آپکے ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔ اگر آپؐ بد اخلاق ہوتے تو یہ لوگ آپؐ سے دور ہو جاتے۔ دین کے کام کے لئے نکلتے تو ہیں۔ ٹھیک ہے غلطی ہو جاتی ہے۔ داعی کا اخلاق اعلیٰ درجے کا ہونا چاہیئے۔ کسی بھی گھر، جماعت اور گروہ میں لیڈر ایک ہی ہوتا ہے۔ عقل سمجھ کے ساتھ ایک کو چُن لیا جاتا ہے۔ اللہ یہاں لیڈر کی خوبیاں بتارہے ہیں۔ اُصول وضوابط کو مانیں۔ ساتھ دینے والے کوئی غلطی کر سکتے ہیں۔ اُن کو معاف کر دیں۔ ساتھی انسان ہیں، فرشتے نہیں ہیں۔ سب مجاہدین اور محسنین ہی دین کے کام نہیں کر رہے ہوتے۔ زیادہ تر عام لوگ ہوتے ہیں۔

ہمارے ہاں عام طور پر یہ بات سوچی جاتی ہے کہ دین کا کام کرنے والے تقویٰ کے انتہائی اعلیٰ درجے پر ہوں۔ صرف اللہ کو پتا ہے کون کتنا متقی ہے۔لوگوں میں خامیاں بھی ہوں تو انہیں قبول کر لیں۔

کمی اور خامی تو ہو گی۔ ہمیں کوئی مکمل انسان نہیں ملے گا۔ انسان سے بھول چوک تو ہو جاتی ہے۔

دوسروں کے ساتھ نرمی کریں لیکن یہ مطلب ہر گز نہیں کہ ڈسپلن نہ رکھا جائے۔اُصولوں کی پابندی کی جائے۔مثال ٹیسٹ میں ایمانداری سے نمبر دیں یہ نہیں کہ سب کو پورے نمبر دئے جائیں۔

جس کا دل نرم ہو گا اُس کی زبان بھی نرم ہو گی۔ سخت دل والے چاپلوس لگتے ہیں۔ سخت دل لیڈر سے لوگ گھبرا کر دور ہو جاتے ہیں۔

کوئی کارواں سے ٹوٹا ، کوئی بدگماں حرم سے - کہ امیر کارواں میں نہیں خوئے دل نوازی

لیڈر میں ہمدردی اور محبت ہونی چاہیئے۔ ساتھیوں کا خیر خواہ ہو۔گھر والوں کے ساتھ پیار محبت سے رہیں۔ دوسروں کے احساسات کا خیال رکھیں۔ اپنی زبان کو تیز اور سخت نہیں بنائیں بلکہ دھیان اور بہت خیال سے استعمال کریں۔ تیز چھری سے گوشت کاٹا جاتا ہے۔دوسروں پر غصّہ نہ نکالیں۔بچوں سے پیار کریں۔

حدیثؐ۔ اللہ نے جس کو نرمی دی اُس کو بہت بڑی نعمت دی۔

نرمی ہمیشہ خیر لاتی ہے۔ڈاکٹر روئی سے زخم صاف کرتا ہے۔ دوسروں سے خیر خواہی کریں۔

نورالقرآن ویب سائٹ سے اللہ کے نبیؐ کی نرمی پر محترمہ اُستاذہ عفّت مقبول صاحبہ لیکچر سُنیں۔ (ربیع الاوّل کے لیکچر)

جب آپ کا بچہ دِل دکھائے تو فوراً اللہ سے دعا کریں کہ یا اللہ اس کی پکڑ نہ کرنا۔ کبھی بد دُعا نہ دیں۔

"تو ان کو معاف کر دو اور ان کے لئے (خدا سے) مغفرت مانگو۔ اور اپنے کاموں میں ان سے مشورت لیا کرو۔"

ادھر اللہ کے نبیؐ سے فرمایا جارہا ہے کہ آپ ان سے مشورہ کرتے رہیں۔ ہمارے لئے یہ عمل کا نقطہ ہے کہ بچوں اور دوست احباب سے مشورے کریں۔ اجتماعی کام کے لئے میٹنگ رکھیں۔

1. پہلے مخلوق سے صلاح لیں
2. پھر استخارہ کریں۔ اللہ سے رہنمائی مانگیں۔
3. پھر جب اِرادہ کرلیں تو اللہ پر توکّل کریں۔

" اور جب (کسی کام کا) عزم مصمم کرلو تو خدا پر بھروسا رکھو۔" جب ارادہ کرلیں تو پھر اللہ پر بھروسہ رکھیں۔ اللہ کے نبیؐ نے نیت کر لینے کے بعد پھر کبھی پروگرام کینسل نہیں کیا۔ جب فیصلہ ہو جائے تو پھر بار بار وہی باتیں نہ کریں۔ منفی سوچ والے بندے اپنی ٹیم میں نہ رکھیں۔

ٹیم اور گروپ میں سب مل جل کر کام کریں۔ رویہ مثبت رکھیں۔ اور گھل مل کر صلاح مشورے اور فیصلے کریں۔ فتح یا شکست پوری ٹیم اور گروپ کی ہوتی ہے۔ خیر خواہی کی تربیت دیں۔

"بے شک خدا بھروسا رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔" جب غزوۂ اُحد میں باہر جا کر لڑنے کا فیصلہ ہو گیا تو اللہ کے نبیؐ تیار ہو کر باہر آ گئے۔ کچھ لوگوں نے دیکھا کہ آپ اس فیصلے پر اتنا خوش نہیں اور کہا کہ ہم باہر جا کر جنگ نہیں کرتے۔ اللہ کے نبیؐ نے فرمایا کہ ہمارا بھروسہ اللہ پر ہے۔

ایک لیڈر لوگوں کو جوڑنے والا ہوتا ہے۔ بکھرے ہوئے لوگ مل جاتے ہیں۔ جہاں لیڈرشپ کمزور ہوگی ہر بندہ لیڈر بنے گا۔ کمزور لیڈرشپ لوگوں سے اعلیٰ سطح کے کام نہیں کرواسکتے۔

اس وقت مسلمان اُمّت کے پاس مضبوط ارادے والے لیڈر نہیں ہیں۔ بہترین خوبیوں والے انسان ضرور ہیں۔

دل بڑا رکھیں۔ اپنی بیٹی کو یہ ضرور سِکھادیں۔ ادارے اور گھر اسی سے چلتے ہیں۔

زبان چھوٹی دِل بڑا۔ زندگی میں کامیابی کا گُر ہے۔ اللہ کے نبیؐ نے صحابہ کرامؓ کی بہترین تربیت کی۔ بہترین انداز سے سمجھاتے۔ پیار بھی کرتے اور نظم وضبط کی پابندی بھی کرواتے۔

زین بن حارثہؓ کے گھر والے اُنہیں واپس لینے آئے تو انہوں نے جانے سے انکار کردیا۔ انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبیؐ نے دس سال تک مجھے کبھی اُف نہیں کہا۔

نیا نیا دین سیکھنے والا بھی تھوڑا سخت ہوجاتا ہے۔ آہستہ آہستہ نرم اور بڑے دل والا ہوجاتا ہے۔

اللہ سے دُعا ہے کہ ہمیں بہترین خوبیوں والا بنادے۔ آمین۔

إِن يَنصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۖ وَإِن يَخْذُلْكُمْ فَمَن ذَا الَّذِي يَنصُرُكُم مِّن بَعْدِهِ ۗ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١٦٠﴾ اور خدا تمہارا مددگار ہے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو پھر کون ہے کہ تمہاری مدد کرے اور مومنوں کو چاہیئے کہ خدا ہی پر بھروسہ رکھیں۔

یہ آیت بندۂ مومن کا عقیدہ ہے۔ آج مسلمان اتنے مظلوم اور کمزور کیوں نظر آتے ہیں؟

جب اللہ کو منظور ہو گا تو مدد ضرور آئے گی۔ لیکن اُس کے لئے ہمیں ایک قدم اللہ کی طرف بڑھانا ہو گا۔ ہمیں عمل سے ثابت کرنا ہو گا کہ ہمیں اللہ پر ایمان اور بھروسہ ہے۔

اللہ بندے کو اُس کی بد اخلاقی کی وجہ سے چھوڑ تا ہے۔ انسان کی بد دیانتی اور ناشکری اللہ کو پسند نہیں۔

چار کام ایسے ہیں جو اگر اُمّتِ مسلمہ میں آ جائیں تو اللہ کی مدد ضرور آئے گی۔

1. اللہ اور رسولؐ کی اطاعت۔ لوگ جب تک رسولؐ کی اطاعت کرتے رہیں۔ سنّت کی پیروی کرتے رہیں گے تو اللہ کی مدد آتی رہے گی۔
2. کافروں سے دِلی دوستی نہ ہو۔ کافروں سے مرعوب نہ ہوں۔
3. امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہو تا رہے گا تو اللہ کی مدد آئے گی۔ لوگوں کو خیر اور بھلائی کے کاموں کی طرف بلائیں اور برائی سے منع کریں۔
4. آپس میں اتحاد اور اتفاق۔

اِن میں سے ایک بھی نہ ہو تو اللہ کی مدد نہیں آتی۔ غزوۂ اُحد سے سبق سیکھیں کہ کچھ صحابہ کرامؓ نے اپنی جگہ چھوڑ دی تھی تو کیسے ناکامی ہوئی۔ قرآن میں سب سے زیادہ اسی جنگ کا ذِکر آیا ہے کہ کچھ سیکھیں۔ اللہ ہمیں فتح اور شکست کے آداب بھی سیکھاتا ہے۔ اگر شکست نہ ہوتی تو مسلمان سمجھتے کہ کبھی شکست نہیں ہو گی۔ اللہ نے یہی بتایا کہ شکست سے کیسے سبق سیکھیں۔

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ ۚ وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿١٦١﴾ اور کبھی نہیں ہو سکتا کہ پیغمبر (خدا) خیانت کریں۔ اور

خیانت کرنے والوں کو قیامت کے دن خیانت کی ہوئی چیز (خدا کے روبرو) لاحاضر کرنی ہوگی۔ پھر ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلا دیا جائے گا اور بے انصافی نہیں کی جائے گی۔

غَلَّ: غ ل ل۔ خیانت کرنا۔ مالِ غنیمت میں سے کچھ چوری کرلینا۔

غِلَّ: کے معنی ہیں دِل میں کینہ رکھنا۔ دِل کی خیانت

کچھ صحابہ کرامؓ کے دِل میں یہ خیال آیا کہ اللہ کے نبیؐ اُن سے دِل سے راضی یا خوش نہیں ہیں۔

اللہ نے فرمایا کہ " اور کبھی نہیں ہو سکتا کہ پیغمبر (خدا) خیانت کریں۔" کوئی نبیؐ ایسا نہیں کر سکتا کہ دل میں کچھ اور زبان پر کچھ اور ہو۔ نبیؐ منافق نہیں ہوتا۔ صاف دل کا سچا انسان ہوتا ہے۔

ہمارے لئے سبق کسی کو معاف کریں تو دِل سے معاف کردیں۔ دل ناراضگی اور کینے سے صاف رکھیں۔ خاموش رہ کر باتیں دل میں نہ رکھیں۔ بات صاف کرلیں۔ کبھی زبان سے نہ کہا جائے تو لکھ کر دے دیں۔ اُن پر ضرور اَثر ہوگا۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ آیت غزوۂ بدر کے موقع پر نازل ہوئی تھی۔ مالِ غنیمت میں سے ایک چادر نہیں ملی تو لوگوں نے سوچا شائد اللہ کے نبیؐ نے رکھ لی ہوگی تو پھر اللہ نے فرمایا "اور کبھی نہیں ہو سکتا کہ پیغمبر (خدا) خیانت کریں۔" اللہ کے نبیؐ کو دُکھ ہوُا اور انہوںؐ نے بات صاف کرلی۔

اگر دل کی خیانت تو غزوۂ اُحد کی بات ہے اور اگر مال کی خیانت تو غزوۂ بدر کی بات ہے۔

مال کی خیانت کی سزا بہت سخت ہے؛

اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضۡوَانَ اللّٰهِ كَمَنۡۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاۡوٰٮهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئۡسَ الۡمَصِيۡرُ

﴿۱۶۲﴾ بھلا جو شخص خدا کی خوشنودی کا تابع ہو وہ اس شخص کی طرح (مرتکب خیانت) ہو سکتا ہے جو خدا کی ناخوشی میں گرفتار ہو اور جس کا ٹھکانہ دوزخ ہے، اور وہ برا ٹھکانا ہے۔

حدیث ہے کہ جس نے جو چیز خیانت کی ہو گی وہ اُس کے کندھوں پر رکھی ہو گی۔ وہ اُس کے بوجھ تلے دبا ہو گا۔

آج کچھ خیانت کرتے ہو تو کل ادا کرنے کے لئے تیار رہو۔ اپنے اوپر لے کر دیکھیں۔ نوکری یا ملازمت یا سرکاری مال۔ قومی خزانہ۔ قیامت کے دن بہت سخت سزا ہو گی۔

مثال کہیں کھانا کھانے جائیں تو وہاں سے سامان اُٹھا کر مت لائیں۔ بے دردی سے سامان استعمال نہ کریں۔ نہایت ایمانداری سے دوسروں کی چیزیں استعمال کریں۔

حدیثؐ: اللہ کے نبی فرماتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن کوئی شخص ایسی حالت میں آئے کہ اُس کے کندھوں پر مالِ غنیمت کا اونٹ لدا ہو۔ وہ اگر مجھ سے شفاعت کا طالب ہو گا تو میں صاف جواب دے دونگا کہ میں نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا تھا۔

اب آپ سوچیں کیسی رسوائی کا عالم ہو گا؟ بد دیانتی، دھوکہ فریب سے بچیں۔

ایک شخص کی چوری کی ہو گی تو صرف ایک شخص حساب لینے آئے گا اور اگر اجتماعی چیز لی ہو گی تو کتنے لوگوں کو حساب دینا ہو گا؟ اجتماعی چیز انتہائی خیال سے استعمال کریں۔ مثال، ملازمت والی یا سرکاری گاڑی یا فوٹو کاپی مشین ذاتی کام کے لئے استعمال نہ کریں۔

غزوۂ خیبر کے موقع پر ایک شخص فوت ہو گیا تو لوگوں نے اللہ کے نبیؐ سے نمازِ جنازہ کے لئے کہا۔ آپؐ نے منع فرما دیا۔ جب لوگوں نے اُس کی تلاشی لی تو اُس کے مال میں سے یہودیوں کے نقلی موتی نکلے جن کی قیمت صرف دو درہم تھی۔

بہت سوچنے کی بات ہے۔ اللہ کے نبیؐ کا قرقرہ نامی ملازم فوت ہو گیا تھا۔ لوگون نے کہا یہ جنّتی ہے آپ نے فرمایا نہیں۔ بعد میں اُس کے سامان میں سے خیانت کا مال نکلا۔

اسی طرح ایک اور شخص کے سامان میں سے چادر نکلی۔ آپؐ نے فرمایا یہ چادر آگ کی بنا کر اُس کا اوڑھائی جائے گی۔

ٹیکس چوری کرنے والے اور حکومتی خزانے لوٹنے والے سوچیں؟

ہمارے کرنے کے کام: کیا ہمارے گھروں میں ایسا کوئی سامان ہے جو ملازمت سے یا کہیں اجتماعی مال سے ہم اپنے گھر لے آئے ہیں۔

اپنے اوپر اور اپنے گھر والوں پر نظر رکھیں اس سے تقویٰ آئے گا اور دِل میں تقویٰ جتنا زیادہ ہو گا اُتنا ہی عمل میں احسان آئے گا۔

اگلی آیت میں تقابل ہے:

هُمۡ دَرَجٰتٌ عِنۡدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيۡرٌۢ بِمَا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۶۳﴾ ان لوگوں کے خدا کے ہاں (مختلف اور متفاوت) درجے ہیں اور خدا ان کے سب اعمال کو دیکھ رہا ہے۔

جنّت کے درجے ہیں اور جہنم کے درکے ہیں۔ درجہ سیڑھی کی طرح یعنی اوپر چڑھنا ہے۔ نیک کاموں پر بہترین اور اعلیٰ درجات ملیں گے۔ اور درکہ میں نیچے سے نیچے جانا۔ سزاؤں کے بھی درکے ہونگے۔

لَقَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِهِمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيۡهِمۡ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ ۚ وَاِنۡ كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ﴿۱۶۴﴾

خدا نے مومنوں پر بڑا احسان کیا ہے کہ ان میں انہیں میں سے ایک پیغمبر بھیجے۔ جو ان کو خدا کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور ان کو پاک کرتے اور (خدا کی) کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں اور پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔

ہم نے اس طرح کی دو آیات سورۃ البقرہ میں پڑھی ہیں۔ تیسری دفعہ یہی موضوع آیا ہے۔

مَنَّ: بوجھ یعنی احسان۔ اللہ کا احسان ہے کہ ہمارے لئے نبیؐ کو بھیجا۔ انہی کی قوم میں سے۔ ہم زبان اور کلچر جاننے والا۔ مادری زبان میں لیکچر سُننے میں سب سے زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔

اب عام طور پر بھی دیکھ لیں۔ جس طرح کی سوسائٹی اُسی طرح کی بات کرنے والی ہونی چاہیئے۔ دین کے داعی ہر ماحول کو جاننے والے اور ہر طرح کے بیک گراؤنڈ والے ہونے چاہیئے۔

علماء کرامؒ ہر جگہ نہیں پہنچ سکتے اس لئے عام داعی ہر جگہ، ہر سوسائٹی میں ہونے چاہیئے۔ اپنے اپنے علاقے کی اصلاح کریں۔

ہمارے لئے ایک بڑی نعمت عربی سے باقی زبانوں میں ترجمے آ گئے ہیں۔

سورۃ البقرہ آیت 151 میں بھی یہی بات پڑھی تھی۔ یہاں ترتیب تھوڑی بدل گئی ہے۔

آج کے مسلمان کی اصلاح کا نسخہ یہی ہے۔

1. جو ان کو خدا کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے
2. اور ان کو پاک کرتے اور
3. (خدا کی) کتاب اور
4. دانائی سکھاتے ہیں

اللہ کا دین سیکھیں اور آگے سکھائیں۔ قوم کی اصلاح کریں۔ اپنے حلقے اور علاقے میں دین کا علم دیں۔ لوگوں کو اللہ سے جوڑ دیں۔ یہی کام ہیں۔ اُن کا تزکیہ کریں۔

شرک سے پاک ماحول ہو۔ سوچ کا تزکیہ، گھروں کا تزکیہ۔ صفائی۔ حلال رزق کی فکر لگ جائے۔

ہم کتنے خوش قسمت ہیں کہ ہمیں اتنی خوبیوں والا نبی ؐ نصیب ہُوا۔

آگے پھر اُحد کا تذکرہ؛

أَوَلَمَّآ أَصَٰبَتۡكُم مُّصِيبَةٞ قَدۡ أَصَبۡتُم مِّثۡلَيۡهَا قُلۡتُمۡ أَنَّىٰ هَٰذَاۖ قُلۡ هُوَ مِنۡ عِندِ أَنفُسِكُمۡۗ إِنَّ ٱللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٖ قَدِيرٞ ﴿١٦٥﴾ (بھلا یہ) کیا (بات ہے کہ) جب (اُحد کے دن کافر کے ہاتھ سے) تم پر مصیبت واقع ہوئی حالانکہ (جنگ بدر میں) اس سے دوچند مصیبت تمہارے ہاتھ سے ان پر پڑ چکی ہے تو تم چلا اٹھے کہ (ہائے) آفت (ہم پر) کہاں سے آپڑی کہہ دو کہ یہ تمہاری ہی شامت اعمال ہے (کہ تم نے پیغمبر کے حکم کے خلاف کیا) بے شک خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

تم بھی تو مشرکین کو نقصان پہنچا چکے ہو۔ اُحد کی شکست سزا نہیں تھی۔ بلکہ تربیت کی گئی تھی۔

وَمَآ اَصَابَكُمۡ يَوۡمَ الۡتَقَى الۡجَمۡعٰنِ فَبِاِذۡنِ اللّٰهِ وَلِيَعۡلَمَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۶۶﴾ اور جو مصیبت تم پر دونوں جماعتوں کے مقابلے کے دن واقع ہوئی سو خدا کے حکم سے (واقع ہوئی) اور (اس سے) یہ مقصود تھا کہ خدا مومنوں کو اچھی طرح (معلوم کرلے)۔

یعنی سب کچھ اللہ کی مرضی سے ہوا ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے آزمائش تھی۔

وَلِيَعۡلَمَ الَّذِيۡنَ نَافَقُوۡا ۖۚ وَقِيۡلَ لَهُمۡ تَعَالَوۡا قَاتِلُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اَوِ ادۡفَعُوۡا ‌ؕ قَالُوۡا لَوۡ نَعۡلَمُ قِتَالًا لَّا تَّبَعۡنٰكُمۡ ؕ هُمۡ لِلۡكُفۡرِ يَوۡمَئِذٍ اَقۡرَبُ مِنۡهُمۡ لِلۡاِيۡمَانِ ۚ يَقُوۡلُوۡنَ بِاَفۡوَاهِهِمۡ مَّا لَيۡسَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ ؕ وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا يَكۡتُمُوۡنَ ۚ ﴿۱۶۷﴾ اور منافقوں کو بھی معلوم کرلے اور (جب) ان سے کہا گیا کہ آؤ خدا کے رستے میں جنگ کرو یا (کافروں کے) حملوں کو روکو۔ تو کہنے لگے کہ اگر ہم کو لڑائی کی خبر ہوتی تو ہم ضرور تمہارے ساتھ رہتے یہ اس دن ایمان کی نسبت کفر سے زیادہ قریب تھے منہ سے وہ باتیں کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہیں۔ اور جو کچھ یہ چھپاتے ہیں خدا ان سے خوب واقف ہے۔

کم از کم اپنے شہر کا دفاع ہی کرلو۔ تنقید اور منفی باتیں کرنے لگے۔ منافقین جان بوجھ کر ایسے جواب دے رہے تھے۔ "یہ اس دن ایمان کی نسبت کفر سے زیادہ قریب تھے" ظاہری باتیں کررہے ہیں۔

اَلَّذِيۡنَ قَالُوۡا لِاِخۡوَانِهِمۡ وَقَعَدُوۡا لَوۡ اَطَاعُوۡنَا مَا قُتِلُوۡا ‌ؕ قُلۡ فَادۡرَءُوۡا عَنۡ اَنۡفُسِكُمُ الۡمَوۡتَ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۱۶۸﴾ یہ خود تو (جنگ سے بچ کر) بیٹھ ہی رہے تھے مگر (جنہوں نے راہ خدا میں جانیں قربان کردیں) اپنے (ان) بھائیوں کے بارے میں بھی کہتے ہیں کہ

اگر ہمارا کہا مانتے تو قتل نہ ہوتے۔ کہہ دو کہ اگر سچے ہو تو اپنے اوپر سے موت کو ٹال دینا۔

ایک بندے کو پانی سے ڈر لگتا تھا اُس نے ملاح سے پوچھا تمھارا باپ کیسے مرا تھا؟ اُسنے کہا پانی میں ڈوبنے سے۔ اس بندے نے پوچھا تمہارا دادا کیسے مرا، ملاح نے کہا کہ وہ بھی پانی میں ڈوبنے سے، اُسنے کہا تمہیں پانی سے ڈر نہیں لگتا؟

ملاح نے کہا میری چھوڑو تم بتاؤ تمہارا باپ کیسے مرا، بندے نے کہا گھر میں بستر پر۔ ملاح نے کہا اور دادا کیسے مرا؟ اُس نے کہا وہ بھی گھر میں بستر پر۔ ملاح نے کہا تمہیں بستر پر جاتے ہوئے ڈر نہیں لگتا؟

خیر بات تو یہی ہے کہ موت کہیں بھی آسکتی ہے۔

کل کا سبق بہت اہم ہے۔ انشاءاللہ ہمارے لئے عمل کی باتیں ہونگی۔